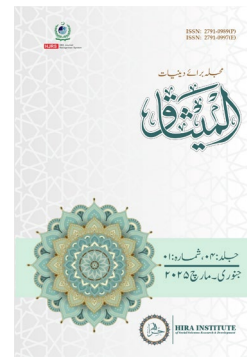




Article QR



التفسير الكاشف في مقاصد شريعة من اتفاق التجزياتي مطالعة

An Analytical Study of the Conformity with Maqāṣid al-Sharī'ah in Al-Tafsīr Al-Kāshif

1. Hafiz Muhammad Waqar Khalil
hafizmuhammadwaqark@gmail.com

Ph. D Scholar,
Department of Qur'ānic Studies,
The Islamia University of Bahawalpur.

2. Dr. Muhammad Saeed Sheikh
saeed.sheikh@iub.edu.pk

Chairman,
Department of Fiqh and Shariah,
The Islamia University of Bahawalpur.

How to Cite:

Hafiz Muhammad Waqar Khalil and Dr. Muhammad Saeed Sheikh. 2025: "An Analytical Study of the Conformity with Maqāṣid al-Sharī'ah in Al-Tafsīr Al-Kāshif". *Al-Mithāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (01): 165-178.

Article History:

Received:
20-02-2025

Accepted:
28-03-2025

Published:
31-03-2025

Copyright:

©The Authors

Licensing:



This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest:

Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing



Publisher



HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

التفسير الكاشف میں مقاصد شریعت سے اتفاق کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Conformity with Maqāṣid al-Sharī'ah in Al-Tafsīr Al-Kāshif

1. Hafiz Muhammad Waqar Khalil

Ph. D Scholar, Department of Qur'ānic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
hafizmuhammadwaqark@gmail.com

2. Dr. Muhammad Saeed Sheikh

Chairman, Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
saeed.sheikh@iub.edu.pk

Abstract

This study explores the extent to which al-Tafsīr al-Kāshif, authored by 'Allāmah Muḥammad Jawād Mughniyyah, aligns with the objectives of Islamic law (Maqāṣid al-Sharī'ah). Recognizing that the Maqāṣid represent the higher aims and wisdoms behind the divine rulings, this research analytically examines how these objectives are reflected in Mughniyyah's interpretative methodology. The study adopts a qualitative, content-based approach to assess whether the exegete's insights correspond with the preservation of the five fundamental objectives of the Sharī'ah: religion, life, intellect, progeny, and wealth. By investigating selected verses and thematic discussions within al-Tafsīr al-Kāshif, the paper highlights the degree of compatibility between Mughniyyah's hermeneutical framework and the principles of Maqāṣid al-Sharī'ah. The findings reveal a conscious and structured integration of higher legal objectives in the tafsīr, underscoring its relevance to contemporary Qur'ānic interpretation and Islamic legal thought.

Keywords: Maqāṣid al-Sharī'ah, Qur'ānic Exegesis, al-Tafsīr al-Kāshif, Islamic Legal Thought.

تعارف:

خالق کائنات نے اس کائنات کو حق کے ساتھ پیدا کیا، اس کے اندر اپنی مخلوقات آباد کی اور اس میں انسان کو تمام مخلوقات پر فوقیت دی، اسے عزت و عظمت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز کیا۔ اس زمینی انسان کو پیدا کرنے کے بعد، اس نے اسے یونہی چھوڑ نہیں دیا، بلکہ اس کی تعلیم اور رہنمائی کے لیے انبیاء علیہم السلام بھیجے اور ان کے ذریعے اپنی کتابیں نازل فرمائیں۔ تمام الہی قوانین بالعموم اور اسلامی قانون بالخصوص انسانی مصائب کو دور کرنے، ان کی زندگی کو آسان بنانے اور انہیں پاک کرنے کے لیے نازل کیے گئے تھے۔ تمام اسلامی قوانین کی بنیاد حکمت اور عمل پر ہے۔ ہر حکم کسی وجہ، حکمت یا مصلحت سے متاثر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بغیر مقصد کے پیدا نہیں کی۔ اور انسان کو بے مقصد نہیں بنایا گیا ہے۔ اسلامی قانون کے جاری کردہ احکام مقصد اور حکمت کی متعدد جہتیں رکھتے ہیں۔ مقاصد شریعہ کی معرفت سے، شریعت اسلامیہ کی ابدیت، آفاقیت، جامعیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

تفسیر کا معنی و مفہوم

تفسیر لفظ "فسر" سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے کسی بھی چیز کو کھولنا۔

فسر: الفسیر: البيان. وقد فسرت الشيء أفسره بالكسر فسرّاً والتفسير مثله، واستفسرته

كذا ای سالتہ ان یفسرہ لی والفسر نظر الطیب الی الماء وهو التفسیرۃ-¹
فسر کا مطلب ہے "وضاحت"۔ "فسر" لاشی "کا ترجمہ یہ ہے کہ" میں نے معنی کو بہت واضح طور پر بیان کر دیا
ہے۔ ("باب ضَرْبُ يَضْرِبُ، فعل يفعل سے ہے) تفسیر کے بھی یہی معنی ہیں۔ استفسر تہ کذا میں نے اس سے
استفسار کیا یعنی اس سے کہا کہ مجھے یہ کھول کر بتاؤ۔

تفسیر کا معنی اسی طرح سے ہے:

"التفسير في اللغة استبانة والكشف"-²

یعنی لغت میں تفسیر کھولنے اور بیان کرنے کو کہتے ہیں۔

"الفسر: الابانة وكشف المغطى"-³

"فسر کا مطلب ہے کسی بند چیز کو کھولنا۔"

"التفسير في الاصل هو الكشف والاظہار"-⁴

تفسیر کا مطلب "کھولنا اور اظہار کرنا" ہے۔

تفسیر کے معنی میں کسی چیز کو پیش کرنا یا کھولنا۔ ف، س، اور ر سے لفظ "فسر" بنتا ہے۔ عربی میں اس کا اصل معنی 'پردوں سے
کوئی چیز نکالنا یا کھول کر سامنے رکھنا۔ عربی زبان میں فسر کے یہ معنی بھی آتے ہیں کہ کسی سچے سچائے گھوڑے کو اس کے سارے
لوازمات، زین، لگام اور دوسری چیزوں سے نکال کر پیش کر دینا، گویا خریدار کے سامنے اصل گھوڑے کو اس طرح رکھ دینا کہ اس کی
اصلی شکل و صورت اور رنگ و روپ سب نظر آجائے۔ لہذا قرآن کریم کے تقاضے اور معانی بیان کیے جانے چاہئیں تاکہ ہر پڑھنے والا
اور سننے والا اس کی اہمیت اور مقصد کو سمجھ سکے۔ اس عمل کو تفسیر کہتے ہیں۔

اسلامی علوم میں "تفسیر" کی اصطلاح سے مراد کتاب اللہ کے تقاضوں اور معانی کی دریافت ہے، نیز اس کے فقرات اور
آیات کے معانی جو عام قاری پر فوری طور پر ظاہر نہیں ہوتے ہیں۔ تفسیر وہ علم ہے جو طریقہ کار، گفتگو اور رہنما اصولوں کو بیان کرتا
ہے۔⁵ سید محمود آفندی آلوسی بغدادی تفسیر کے لیے درج ذیل اصطلاحی تعریف کرتے ہیں:

"وہ علم ہے کہ جس سے قرآن کے الفاظ کو بولنے کا طریقہ، ان کے معانی، ان کے انفرادی و نحوی احکام اور ان

الفاظ کے معانی جو مرکب حالت میں ہوں اور ان سے مطابقت رکھتے ہوں۔ مزید برآں، ان معانی کے عمل کی

وضاحت نزول، منسوخ، اور غیر واضح حکایات کی وضاحت کے ذریعے سے کی جاتی ہو۔"⁶

علم تفسیر کی ایک جامع تعریف جو علامہ بدرالدین زرکشی نے کی ہے:

هو علم يفهم به كتاب الله المنزل على نبيه محمد و بيان معانيه، واستخراج احكامه وحكمه-⁷

"یعنی تفسیر کا علم وہ علم ہے جو نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے، اس کے معانی

اور تقاضے بیان کرتا ہے، اور اس کے قوانین اور حکمت کو دریافت کرتا ہے۔"

لفظ تفسیر قرآن میں

لفظ تفسیر قرآن پاک میں صرف ایک بار آیا ہے:

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا-⁸

"وہ کوئی مثال نہیں دے سکیں گے، لیکن ہم آپ کو ہمیشہ بہتر اور اعلیٰ وضاحت فراہم کریں گے۔"

لفظ تفسیر حدیث نبوی ﷺ میں

تفسیر کا لفظ حدیث شریف میں بھی مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے، چنانچہ الجامع الصحیح البخاری میں ہے:

"عن ابی ہریرۃ قال کان اهل الكتاب یقرؤن التوراة بالعبرانیہ ویفسرونها بالعربیہ لاهل الاسلام فقال رسول اللہ ﷺ لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تکذبوهم وقولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الیکم"۔⁹

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: تو رات کو اہل کتاب (یہودی) عبرانی میں تلاوت کرتے ہیں اور مسلمانوں کو عربی میں ترجمے اور وضاحتیں فراہم کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب کی تصدیق یا تکذیب کرنے کے بجائے یہ کہو: ہم اللہ پر ایمان لائے جو ہم پر نازل کیا گیا اور جو کچھ تم پر نازل کیا گیا، ہم اس پر ایمان لائے۔"

امام دارمی نے لکھا ہے:

"قال لیتقی من تفسیر حدیث رسول اللہ ﷺ کما یتقی من تفسیر القرآن"۔¹⁰

"حضرت معمر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ: رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے وقت احتیاط کرنی چاہیے، جس طرح قرآن کی تفسیر کرتے وقت احتیاط کرتے ہیں۔"

ان تمام روایات میں تفسیر سے مراد وضاحت، تفصیل اور بیان ہے۔"

مقاصد شریعت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

- مقاصد جمع ہے "مقصد" کی اور "مقصد" میں لفظ "م" مصدر میمی ہے جو "قصد" فعل سے بنایا گیا ہے "قصد" سے مصدر "قصد" اور مقصد "یہ دونوں طرح میں آتا ہے اور ایک ہی معنی رکھتا ہے۔¹¹ لغت میں قصد کے درج ذیل معانی آتے ہیں:
- سیدھا راستہ: قصد کا ایک معنی راستہ کا سیدھا ہونا ہے۔¹² ابن جریر الطبری کے مطابق "قصد" سے مراد ایسا سیدھا راستہ ہے جس میں کوئی ٹیڑھا پن نہ ہو۔¹³ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ۔¹⁴

"یہاں قصد سے مراد سیدھی راہ ہے۔"

 - قریب ہونا: اس کا ایک معنی قریب ہونا ہے، جیسے سینا و بین الماء لیلۃ قاصدۃ¹⁵ یعنی پانی ہمارے قریب ہے اور اسی طرح ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان ہے:

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ¹⁶

"اگر مال غنیمت اور سفر (جہاد) آسان ہوتا تو یہ (منافق) ضرور آپ کے پیچھے لگ جاتے۔"

اس میں بھی قاصد کا معنی قریب ہے۔ یہ بحث ظاہر کرتی ہے کہ عربی میں لفظ قصد عام طور پر مقصد، عزم، سیدھی راہ اور اعتماد کے لیے استعمال ہوتا ہے، جب کہ یہ شاذ و نادر ہی علامتی طور پر توڑنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

 - بھرا ہوا ہونا: اس کا ایک معنی بھرا ہوا ہونا ہے۔ "الناتقۃ القصیدہ" سے مراد بہت موٹی اونٹنی ہے۔¹⁷
 - اعتماد: ایک معنی فضول خرچی اور کنجوسی کی درمیانی حالت ہے، اور "القصد فی المعیشۃ" حد سے زیادہ بخل نہ کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ "قصد فی الامر" کا مطلب ہے حد سے تجاوز نہ کرنا۔¹⁸ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَفْصِدْ فِي مَشْيِكَ.¹⁹

"اپنے طرز عمل میں اعتدال کا راستہ اختیار کر۔"

اصطلاح شریع میں کسی کام کو انجام دینے کے اصل مدعی اور غرض کو مقاصد کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر انسانوں اور جنات کی تخلیق کا بنیادی اور اصلی مقصد صرف اور صرف اللہ کی عبادت بجالانا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ.²⁰

"میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔"

ان کا مقصد تخلیق یہاں بیان کیا گیا ہے۔

شریعت کا مفہوم اور حقیقت و ماہیت

عربی میں لفظ شریعت سے مراد تالاب ہے۔ شریعت، شرعی اور مشرعتہ تمام اصطلاحات تالاب کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ عرب شریعت کا لفظ ایسے گھاٹ کے لیے استعمال کرتے ہیں جہاں پانی غیر معینہ مدت تک بہتا ہے اور اسے بالٹی سے نکالا جاسکتا ہے۔²¹ شریعت کا لفظ دین، ملت، منہاج، طریقہ اور سنت بھی ہے۔²² علامہ ابن تیمیہ کے نزدیک شریعت، شرعت اور شرع اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ تمام عقائد اور طرز عمل کا نام ہے۔²³ محمد علی تھانوی لکھتے ہیں:

"شریعت سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کے ذریعے اپنے بندوں کو دی گئی ہدایات ہیں۔ اگر یہ احکام

عمل پر مبنی ہوں تو انہیں فروعی اور عملی شریعت کہا جاتا ہے۔ اگر وہ عقائد پر مبنی ہوں تو انہیں اصل اور اعتقادی

شریعت کہا جاتا ہے۔"²⁴

بنیادی مقاصد شریعت

- دین کی حفاظت: عبادات، ایمان، اور توحید پر زور دیتے ہوئے عقائد کی اصلاح پر توجہ۔
- جان کی حفاظت: قتل و قتال، انسانی جان کی حرمت، اور معاشرتی امن کے حوالے سے تفصیلی گفتگو۔
- عقل کی حفاظت: تعلیم، تدبر، اور عقل کے استعمال کی ترغیب۔ نشہ آور اشیاء کی مذمت۔
- نسل کی حفاظت: خاندان، نکاح، اور اخلاقی پاکیزگی پر گفتگو۔
- مال کی حفاظت: عدل پر مبنی معیشت، سود کی حرمت، یتیموں اور کمزوروں کے حقوق کی تاکید۔

التفسير الكاشف میں تحفظ دین سے متعلق آیات و احکام

تحفظ دین:

- وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔۔۔ الآية²⁵

تم سب مل کر اللہ کی رسی کو تھام لو اور تفرقہ نہ کرو اور تم اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور اس کی نعمت سے تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔

اس آیت میں علامہ جواد مغنیہؒ "حبل" کی تعریف کرتے ہوئے اس کا اطلاق دین اسلام پر کرتے ہیں۔ بعد ازاں اس آیت کی تفسیر میں امت واحد کی اہمیت کو اجاگر کیا اور اس آیت کا مقصد نزول بھی بیان کیا کہ اللہ پاک ہم مسلمانوں سے یہ فرما رہا ہے کہ ہمارا خدا ایک ہے، رسول ایک ہے اور کتاب ایک ہے لہذا ہمیں بھی ایک امت، جسد واحد کی طرح بن کر رہنا چاہیے ہر تفرقہ اور تعصب

سے پاک ہو کر دین اسلام کی حفاظت کرنی چاہیے:

"الحبل معروف ويستعمل في الوسطة التي يتوصل بها الى المطلوب والمراد بالحبل هنا الإسلام ومعنى الآية بمجموعها ان المسلمين ما داموا أتباع دين واحد ورسول واحد وكتاب واحد فعليهم جميعاً أن يراعوا هذه الرابطة الدينية التي هي أقوى من الرابطة النسبية وان يحرصوا عليها ويعملوا بموجبها ولا يتفرقوا شيعاً وأحزاباً"۔²⁶

لغت میں "حبل" رسی کو کہا جاتا ہے اور عمومی طور پر اس کا اطلاق اسی واسطہ پر ہوتا ہے جس سے مطلوب تک رسائی حاصل کی جاتی ہے۔ اس آیت میں رسی سے مراد دین اسلام ہے۔ مقصود آیت یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ وحدت و اتفاق کو قائم رکھیں کیونکہ ان سب کا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے، قبیلہ ایک ہے اور کتاب ایک ہے اور وہ اسلامی رابطہ کی قدر کریں یہ رشتہ خوئی رشتوں سے زیادہ عزیز ہے۔ لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ جسد واحد بن کر رہیں اور ہر طرح کے تفرقہ اور تعصب سے پرہیز کریں۔

"وَأَذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا"۔²⁷

اس جز کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ جواد مغنیہؒ نے مسلمانوں کو ان کا شر مناک ماضی یاد دلایا اور پھر مثال میں حضرت جعفر بن ابی طالب کا واقعہ بیان کیا جن کو نبی کریم ﷺ نے نجاشی کے دربار میں بطور مبلغ بھیجا تھا انہوں نے وہاں اسلام کا تعارف اس انداز میں کرایا:

"قال جعفر بن أبي طالب في حديثه إلى النجاشي: كنا قوماً أهل جاهلية نعبد الأصنام ونأكل الميتة ونأتي الفواحش ونقطع الأرحام ونسيء الجوار وبأكل القوي منا الضعيف فكنا على ذلك حتى بعث الله إلينا رسولاً منا نعرف نسبه وصدقه وأمانته وعفافه فدعانا إلى الله لنوحده ونعبده ونخلع ما كان يعبد آبائنا من دونه من الحجارة والأوثان وأمرنا بصدق الحديث، وإداء الأمانة، وصلة الرحم، وحسن الجوار والكف عن المحارم والدماء، ونهانا عن الفواحش وقول الزور وأكل مال اليتيم وقذف المحصنات وأمرنا أن نعبد الله ولا نشرك به شيئاً وأمرنا بالصلاة والزكاة والصيام"۔²⁸

"اے بادشاہ! حضرت جعفر بن ابی طالب نے نجاشی کے دربار میں یہ بات کہی ہم جاہل لوگ تھے۔ ہم بتوں کی پوجا کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، برے کام کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کے ساتھ بد تمیزی کرتے تھے۔ ہم اپنے پڑوسیوں کو تنگ کرتے تھے۔ ہمارے مضبوط لوگ کمزوروں کو کھا جاتے تھے۔ ہمارے یہی شب و روز تھے کہ اللہ نے ہمارے اندر خود ہم میں سے ایک رسول ﷺ کو مبعوث کیا جس کے نسب کو ہم اچھی طرح سے جانتے ہیں اور اس کی صداقت، امانت اور عفت کے گواہ ہیں۔ اس نے ہمیں توحید خداوندی اور اس کی عبادت کی دعوت دی۔ اس نے ہمیں یہ دعوت دی کہ ہم پتھروں اور لکڑی کے بنے ہوئے ان خود ساختہ معبودوں کی عبادت سے باز آجائیں جنہیں ہمارے آباؤ اجداد پوجا کرتے تھے۔ اس نے ہمیں سچ بولنے، امانت کی ادائیگی، صلہ رحمی اور حسن ہمسائیگی کا حکم دیا۔ اس نے ہمیں یہ تعلیم دی کہ محرمات سے اجتناب کریں اور ناحق خون ریزی سے باز آجائیں۔ اس نے ہمیں بے خیالی کے جملہ امور اور جھوٹ بولنے سے روکا ہے۔ اس نے ہمیں یتیم کا مال کھانے اور باعفت خواتین پر الزام تراشی سے منع کیا ہے۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کی

عبادت کریں اور کسی کو بھی اس کا شریک نہ بنائیں۔ اس نے ہمیں نماز، زکوٰۃ اور روزوں کا حکم دیا ہے۔"

• وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ²⁹

اور تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو نیکی کی دعوت دے اور بھلائی کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔"

علامہ محمد جواد مغنیہؒ کہتے ہیں کہ اس آیت میں تین الفاظ ذکر کئے گئے ہیں، "خیر"، "معروف" اور "منکر"۔ یہاں "خیر" سے مراد "اسلام"، "معروف" سے مراد "اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور منکر سے مراد "خدا کی نافرمانی" ہے۔ اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو حسب ذیل تین کام کرے:-

1. "المُرَاد بِالْخَيْرِ هُنَا الْإِسْلَامُ وَبِالْمَعْرُوفِ طَاعَةُ اللَّهِ وَبِالْمُنْكَرِ مَعْصِيَتُهُ وَمَحْصَلُ الْمَعْنَى أَنَّهُ لَا بَدَمِنْ وَجُودِ جَمَاعَةٍ تَدْعُو غَيْرَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَتَدْعُو الْمُسْلِمِينَ إِلَى مَا يَرْضِي اللَّهَ وَيُثِيبُ عَلَيْهِ وَتُرَكُّ مَا يَغْضِبُهُ وَيُعَاقِبُ عَلَيْهِ وَلَفْظُ (مِنْكُمْ) فِي الْآيَةِ قَرِينَةٌ عَلَى أَنَّ وَجُوبَ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ عَلَى سَبِيلِ الْكِفَايَةِ دُونَ الْعَيْنِ إِذَا قَامَ بِهِ الْبَعْضُ سَقَطَ عَنِ الْكُلِّ"³⁰
1. غیر مسلموں کو نرم لہجہ میں اسلام کی دعوت دے۔
2. ایسا گروہ ہونا چاہیے کہ وہ مسلمانوں کو ایسے مطالب کی دعوت دے جن پر خدا راضی ہوتا ہے اور ثواب عطا کرتا ہے۔
3. اس گروہ کا تیسرا فریضہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو برائیوں سے منع کریں اور لوگوں کو ایسے تمام کاموں سے روکیں جن پر خدا ناراض ہوتا ہے اور عذاب دیتا ہے۔ آیت مجیدہ میں لفظ "منکم" اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ تبلیغ کا فریضہ واجب کفائی ہے۔ واجب عینی نہیں ہے جب کچھ افراد اس فریضہ کو سنبھال لیں تو دوسروں سے اس کی ذمہ داری اٹھ جاتی ہے۔

التفسير الكاشف میں تحفظ نفس سے متعلق مباحث

تحفظ نفس سے متعلق آیات

- "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ"³¹

"اور تحقیق ہم نے اولادِ آدم کو عزت و تکریم سے نوازا۔"

درج بالا آیت کی تفسیر سے پہلے علامہ جواد مغنیہؒ ایک سوال لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کس وجہ سے مکرم بنایا؟ اس کے جواب میں آپ کہتے ہیں کہ انسان کے بعض ایسے خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو مکرم بنایا جو کہ درج ذیل ہیں:

1. خَلَقَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ الْإِنْسَانَ فَأَحْسَنَ خَلْقَهُ وَصُورَتَهُ قَالَ تَعَالَى: وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ³² لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ³³
2. العقل ولولاه لم يكن الانسان شيئاً مذكوراً بل لولا العقل ما عرف الخالق... فيه تعرف عظمة الله وعظمة الكون وعظمة العقل ايضاً۔
3. الانسان مستودع حافل بالغرائز والاسرار علم وجهل، دين، وكفر حب وبغض، حلم وغضب، خوف وجرأة، نخل وكرم، تواضع وعظمة۔ أمانة وخيانة، ثبات وتقلب۔
4. يتطلع الانسان باستمرار الى حياة افضل حتى ولو كان في حياة فاضلة وفي الحديث "لو كان للانسان جبل من ذهب وجبل من فضة لتمنى لهما ثالثاً" واذا كان هذا مثلاً لطبع الانسان فانه يصلح ايضاً مثلاً

الطموحه الى أعلى

5. للانسان شريعة وقيم ، عليه أن يخضع لها ، ويعمل بها ، وعلى أساسها يسأل ويحاسب ، ويكون شريفاً أو وضيعاً

6. يتأثر الانسان بمن مضى ويؤثر فيمن يأتي ويتفاعل مع أهل عصره يؤثر بهم ويتأثرون به۔۔ ومن هنا كان له تاريخ وراث و آثاردون كثيرمن الكائنات۔

7. للانسان حياة اخرى هي ساحة الحكم والجزاء على ما قدمه في حياته الأولى۔۔ الى غير ذلك من النعم³⁴

1. اللہ تعالیٰ نے انسان کو مکرم بنایا ہے۔

2. عقل، اگر عقل نہ ہوتی تو انسان قابل ذکر چیز نہیں تھا، اگر عقل مند نہیں ہوتا تو اپنے خالق کو بھی نہیں پہچانتا، بس اسی عقل کے ذریعے سے ہی انسان خدا اور کائنات نیز عقل کی عظمت کا عرفان حاصل کر سکتا ہے۔

3. انسان فرائض و اسرار کا ایک خزانہ ہے، جیسے علم و جہل۔ دین و کفر۔ محبت و دشمنی۔ حلم و غضب۔ خوف و جرات۔ بخل و کرم۔ تواضع و عظمت۔ امانت و خیانت۔ استحکام اور اتار چڑھاؤ، اس طرح کی بہت ساری دیگر مثالیں۔

4. انسان مسلسل ایک اچھی زندگی گزارنے کے انتظار میں ہے، اگرچہ وہ بہترین زندگی گزار رہا ہو، حدیث میں ذکر ہوا ہے: "لو كان للانسان جبل من ذهب وجبل من فضة لمتنى لهما ثالثاً"۔ یعنی: اگر انسان کے لئے ایک پہاڑ سونے کا ہو تا اور دوسرا چاندی کا ہو تا تب بھی وہ تیسرے کی تمنا کرتا۔ اگر انسان کے لالچ کی حد یہ ہے تو وہ اس کو پورا کرنے کی اعلیٰ حیتوں کا بھی حامل ہے۔

5. انسان کی زندگی گزارنے کے قوانین ہیں اور اخلاقی لائحہ عمل ہے اس پر ان کو عمل کرنا ضروری ہے، نیز ان کو بنیاد بنا کر انسان سے حساب و کتاب کیا جائے گا، انہی قوانین پر عمل و مخالفت کے لحاظ سے نیک و بد کا اعتبار کیا جائے گا۔

6. انسان گذشتہ امور سے متاثر ہوتا ہے، نیز آنے والا زمانہ اس پر اثر انداز ہوتا ہے، ایک زمانے کے لوگ ایک دوسرے کے طور و طریقے اپناتے ہیں۔ اسی سبب ان کی تاریخ ہے اور آثار ہیں جبکہ انسان کے علاوہ دیگر موجودات میں یہ وصف موجود نہیں ہے۔

7. انسان کے لئے اس زندگی کے علاوہ ایک اور زندگی ہے جہاں پر اس کو جزاء ملے گی ان اعمال کی جو دنیا کے اندر وہ نیک کام کرتا تھا۔ بہت ساری نعتیں ملیں گی۔

• مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ --- جَمِيعًا³⁵

"جس نے کسی ایک نفس کو قتل کیا جب کہ یہ قتل خون کے بدلے میں یا زمین میں فساد پھیلانے کے جرم میں نہ ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔"

علامہ جواد مغنیہؒ اس آیت کے تحت تین نظریات بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے برابر کیوں ٹھہرایا اور پھر بعد ازاں اپنا نظریہ بھی بیان کیا۔

"أنه من قتل نفساً بغير نفس أو فساد في الأرض أي أو غير فساد في الأرض عطفاً على نفس لا على غير والمعنى يجوز شرعاً قتل من قتل غيره عدواناً وأيضاً يجوز قتل من سعى في الأرض فساداً جزاءً وفاقاً وصيانة الحياة الناس وأمنهم أمان من يقتل نفساً بريئة مسالمة" فكأنما قتل الناس جميعاً اختلف المفسرون وغير المفسرين في الوجه المبرر لتشبيه القتل الافرادى بالقتل

الجماعي و احياء الفرد باحياء الناس جميعاً فمن قائل انه مبالغة في الردع عن جريمة القتل والحث على انقاذ النفس وتخليصها من المهلكات كالغرق والحرق وما لها من اغاثة الملهوف ومن قائل انه بيان الحقيقة القاتل والمحسن بأن من أقدم على قتل واحد يقدم على قتل الناس جميعاً تماماً كما يقولون من يسرق البيضة يسرق الجمل - وان من أحسن الى واحد من الناس يحسن للجميع ما دام الدافع له حب الخير والاحسان وقال آخرون انه بيان للطبيعة النوعية في الانسان وأنها تتمثل في البعض والكل على السواء لا تزيد بكثرة الأفراد ولا تنقص بقلتهم والذي نفهمه من الآية ان الفرد في نظر الإسلام هو غاية بنفسه لا وسيلة الى غيره وانه ظاهرة انسانية له ما لها من الحرمة والكرامة وان العدوان عليه عدوان على الانسانية التي تتمثل به وبالناس جميعاً وان الاحسان إليه احسان إلى الناس جميعاً" ---³⁶

(أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ) کہ جس نے کسی ایک نفس کو قتل کیا جبکہ یہ قتل خون کے بدلے میں یا زمین میں فساد پھیلانے کے جرم میں نہ ہو۔ آیت کریمہ میں فساد کا عطف "نفس" پر ہے غیر پر نہیں۔ بنابر اس معنی یہ بنے گا کہ جو کسی کو ناحق قتل کرے اسے قتل کرنا شرعاً جائزہ ہے اور اسی طرح وہ شخص جو زمین میں فساد پھیلانے سے قتل کرنا بھی شرعاً جائزہ ہے۔ خبردار! جو کسی ایک بے گناہ اور بے ضرر شخص کو قتل کرے گا (فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا) گویا اس نے پوری بشریت کو قتل کیا ہے۔ مفسرین اور غیر مفسرین کا اس بات میں اختلاف ہے کہ قتل افرادی کو قتل اجتماعی سے کیوں تشبیہ دی گئی ہے؟ اور اسی طرح ایک فرد کو زندگی دینے کو پوری بشریت کو زندگی دینے کے مترادف کیوں قرار دیا گیا ہے؟

- پہلا نظریہ: یہ حکم در حقیقت جرم مقتل کو روکنے کے لیے مبالغہ کے طور پر نازل ہوا ہے اور یہ اس لیے نازل ہوا ہے کہ لوگوں کو برا بھینٹے کیا جائے کہ وہ انسانوں کو ہلاکت سے بچائیں اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کریں۔
- دوسرا نظریہ: یہ قتل کرنے والوں اور احسان کرنے والوں کی حقیقت کو قرآن نے کھول کر بیان کیا ہے یعنی جس شخص نے ایک بے گناہ کو قتل کیا ہے اس کی حقیقت اس شخص جیسی ہے جس نے تمام انسانوں کو قتل کیا ہے۔ جیسا کہ ضرب المثل ہے "من يسرق البيضة يسرق الجمل" (جس نے انڈہ چرایا گویا اس نے اونٹ چرایا) اور اسی طرح جس نے ایک شخص سے نیکی کی گویا اس نے تمام انسانوں سے نیکی کی بشرطیکہ اس کی نیت خالص ہو۔
- تیسرا نظریہ: نوع انسانی کی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اور تمام افراد کا حکم ایک جیسا ہے، افراد کی قلت کثرت سے حکم نہیں بدلتا قتل انسانی کا عذاب ایک ہے چاہے وہ ایک انسان کا قتل ہو یا سب کا۔
- ہمارا نظریہ: یہ ہے کہ اسلام کے نزدیک ایک فرد مظہر انسانیت ہے۔ اس کا حکم وہی ہے جو پوری انسانیت کا ہے حرمت کرامت کے اعتبار سے بھی ظلم وعدوان کے اعتبار سے بھی جس نے ایک فرد سے نیکی کی گویا اس نے پوری انسانیت سے نیکی کیا اور جس نے ایک فرد پر ظلم کیا اس نے پوری انسانیت پر ظلم کیا۔

التفسير الكاشف میں حفظ نسب سے متعلق آیات و احکام

حفظ نسب

- وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ --- وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ³⁷

"اور تم میں سے جو لوگ بے نکاح ہوں اور تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے جو صالح ہوں ان کا نکاح کر دو اگر وہ نادار ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ بڑی وسعت والا علم والا ہے۔"

علامہ جواد مغنیہؒ نے اس آیت کی تفسیر میں حفظ نسب کے بارے میں یوں بیان کیا ہے: کہ خواہ مرد ہو یا عورت وہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے۔ اس حکم میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ سب شامل ہیں، لیکن کہا کہ غیر شادی شدہ کے لیے یہ حکم بدرجہ اولیٰ ہے۔ پھر شادی کے فوائد سنت نبویہ سے بیان کرتے ہیں۔ بعد ازاں اخلاقی برائیوں کو بیان کرتے ہیں جو کہ ہمارے ہاں رواج پا چکے ہیں اور وہ مال و دولت کی طرف دیکھنا ہے۔ بلکہ ان کی نگاہ میں امیر وہ ہے جس کے پاس دین ہو۔

"وَأَنْكَحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ" الخطاب المسلمين جميعاً والأمر هذا للاستحباب لا الوجوب والایم من لا زوج له ويطلق على الأعزب والعزباء بعد أن أمر سبحانه الرجال والنساء بحفظ الفروج والكف عن النظر المحرم ونهى النساء عن التبرج وابداء الزينة أمام الأجانب۔۔۔ بعد هذا أمر بالتعاون على تيسير الزواج لكل من احتاج اليه من النساء والرجال لأن العزوبة مصدر القبائح والردائل كالزنا واللواط والزواج وقاية من ذلك ولذا قال الرسول الأعظم (ص) شراركم عزابكم الزواج من سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني"۔³⁸

"وَكَفُّوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ" سب مسلمانوں کے ساتھ خطاب ہے اور یہاں پر امر استحبابی ہے نہ کہ وجوبی الایامی یعنی غیر شادی شدہ خواہ مرد ہو یا عورت ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مرد و عورت کو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا، نیز محرمات کی طرف نظر کرنے سے نہی فرمائی، نیز خواتین کو نہی کی کہ وہ اپنی زینت غیر مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ شادی بیاہ کے متعلق تعاون کرو تا کہ جس کو بھی شادی کی ضرورت ہو اس کیلئے یہ عمل آسان ہو، کیوں کہ غیر شادی شدہ ہونا تمام برائیوں کی جڑ ہے جیسے کہ زنا، لواط وغیرہ، اور ازدواجی زندگی ان سب برائیوں سے حفاظت کرتی ہے لہذا حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے یعنی غیر شادی شدہ لوگ تم میں سب سے برے ہیں۔ آپ ﷺ کا مزید کہنا تھا کہ "نکاح میری سنت ہے، لہذا جو اس کا انکار کرے وہ مجھ سے نہیں۔"

التفسير الكاشف میں حفظ عقل سے متعلق آیات و احکام

حفظ عقل

• أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ ³⁹

"کیا لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟"

علامہ جواد مغنیہؒ اس آیت کا تعلق کافروں کے ساتھ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر تمام دلائل آئے ہیں، لیکن پھر بھی وہ عقل سے اور تدبر و تفکر سے کام نہیں لیتے۔

"أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ" أم على قلوب أقبالها ضمير يتدبرون يعود الى المنافقين لأن هذه الآيات والتي قبلها تتحدث عنهم۔۔۔ وكل ما جاء في القرآن من الدلائل في خلق السموات والأرض على وجود الخالق ومن الحجج البالغة على البعث ونبوة محمد (ﷺ) وعلى قبح الشرك والظلم والفساد في الأرض كل ذلك وما اليه من العبر والعظات ظاهر الدلالة واضح المعنى لا غموض فيه ولا تعقيد بالاضافة الى ما يستثيره اسلوب القرآن في قلب القارىء والسماع من الخشوع

والاحساس اذن۔۔۔ فما بال الكافرين والمنافقين لم يتأثروا بهذا المعجز ؟ هل فقدوا الأسماع والأبصار أم استغلقت على أفئدتهم أقفال العی والیرین⁴⁰؟

"أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَفْعَالٌ لَّهَا يَتَذَكَّرُونَ" کی ضمیر منافقوں کی طرف لوٹ رہی ہے۔ کیوں کہ یہ آیت اور اس سے پہلی والی آیت میں ان ہی کے بارے میں بات چل رہی ہے اور قرآن مجید میں زمین آسمان کی تخلیق سے متعلق جتنے دلائل آئے ہیں (در حقیقت) وہ خالق کے وجود پر دلالت کرتے ہیں اور واضح دلائل ہیں جو کہ دوبارہ اٹھائے جانے اور نبوت محمدی ﷺ پر دلالت کر رہے ہیں اور اسی طرح شرک، ظلم اور فساد فی الارض کی ناپسندیدگی پر، یہ تمام اور اسکے علاوہ جتنی بھی نصیحتوں اور عبرتوں سے بھرے ہیں، سب ظاہری معنی پر دلالت کرتے ہیں اور ان کے معانی واضح ہیں۔ نہ ان میں کوئی ابہام ہے اور نہ ہی کوئی پابندی بلکہ مزید برآں یہ کہ اسلوب قرآن پڑھنے اور سننے والے دلوں میں خشوع و خضوع اور احساس کو اجاگر کرتا ہے۔ تو کیا ہو گیا ان کافروں اور منافقوں کو جو اس معجزے سے متاثر نہیں ہوتے؟ کیا ان کی سماعت و بصارت مفقود ہو چکی ہے یا ان کے دلوں پر اندھے پن اور غلاظت کے تالے تو نہیں لگ گئے؟

• وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالَمُونَ⁴¹

"اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں مگر ان کو علم رکھنے والے لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں علامہ جواد مغنیہ نے صاحبان عقل و بصیرت کی خصوصیت بیان کی کہ:

"وتلك الأمثال نضربها للناس وما يعقلها إلا العالمون تلك إشارة الى مثل العنكبوت ونظائره وأنه تعالى ينبيه الناس بها الى وحدانيته وعظمته ولكن لا يفهم هذه الأمثال وغيرها من آيات الله إلا أهل العقول والبصائر"⁴²

"وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالَمُونَ (مِثْلُ) سے کڑی اور ان جیسی حشرات کی طرف اشارہ کیا ہے، یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ انسانوں کو اپنی وحدانیت و عظمت کی طرف اس طرح کی مثالوں سے متنبہ کرتا ہے، لیکن ان مثالوں اور اس جیسی دیگر آیات کو صرف صاحبان عقل و بصیرت ہی سمجھ سکتے ہیں۔"

التفسیر الکاشف میں حفظ مال سے متعلق آیات و احکام

حفظ مال

• وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ۔۔۔ الآية⁴³

اور یتیم کے مال کے قریب نہ جانا مگر ایسے طریقے سے جو (یتیم کے لیے) بہترین ہو یہاں تک کہ وہ رشد کو پہنچ جائے۔ اس آیت کا گزشتہ آیات کے ساتھ اس طرح ربط ہے کہ گزشتہ آیات میں کہا گیا مشرکین نے قیاس آرائی، گمان اور اتباع خواہشات کی وجہ سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیا اور جہالت کی وجہ سے اپنے شرک کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف دے دی اور پھر ان کی باطل آراء کو عقل و فطرت کی بنیاد پر رد فرمایا اور محرمات سے مراد ہیں کٹی ہوئی رگوں سے دھار مار کر خارج ہونے والا خون، خنزیر کا گوشت اور حلال گوشت جانور جس کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے، ان محرمات کو ذکر فرمایا اور مورد بحث تین آیات میں مزید چند محرمات بیان فرمائے اور ان کے ساتھ ساتھ بعض واجبات بھی بیان کیے جیسے ناپ تول کو پورا کرنا، خدا کا عہد پورا کرنا اور عدل کی پیروی کرنا یہی بات ہے کہ ہر وہ فعل جس کا انجام دینا واجب ہو اس کو ترک کرنا حرام ہوتا ہے اور جس کو ترک

حوالہ جات و حواشی

- 1- الجوهري، ابراہیم بن سعید، الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية، دار الکتب العربي مصر، ۷۸/ ۲
- 2- اندلسی، محمد بن یوسف البحر المحیط، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۵/ ۱
- 3- زبیدی، محمد مرتضیٰ، تاج العروس، منشورات دار مکتبہ الحیاء بیروت، ج ۳
- 4- جرجانی، شریف علی بن محمد، کتاب التعریفات، انتشارات ناصر خسرو تهرآن، ۱۳۴۴ھ، ص: ۳۸
- 5- غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات قرآنی، الفیصل ناشران و تاجران کتب، اردو بازار لاہور ص: ۱۶۰
- 6- عثمانی، محمد تقی، علوم القرآن، مکتبہ دارالعلوم کراچی، ص: ۳۲۴
- 7- مناع القطان، مباحث فی علم القرآن، مکتبہ المعارف، الرياض، ۱۹۹۶، ص: ۳۳۵
- 8- الفرقان ۲۵: ۳۳
- 9- بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار السلام الرياض، حدیث نمبر ۴۴۸۵
- 10- دارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمن، السنن، نشر السنہ ملتان ۱۰/ ۱۱
- 11- ابن فارس، ابوالحسنین، احمد بن فارس بن زکریا، معجم مقاییس اللغة، مکتب الاعلام الاسلامی، ۱۴۰۴ھ، ۵/ ۹۵
- 12- زبیدی، محمد مرتضیٰ، تاج العروس، جواہر القاموس، مطبعہ حکومت کویت، ۱۹۸۴ء، ۹/ ۳۵
- 13- طبری، ابو جعفر، محمد بن جریر، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، مصطفی البابی، مصر، ۱۳۸۸ھ، ج: ۷، ص: ۷۸
- 14- النحل: ۱۶: ۹
- 15- الزبیدی، سید محمد مرتضیٰ، تاج العروس من جواہر القاموس، مطبعہ حکومت الکویت، ۱۳۹۱ھ، ۱/ ۴۳
- 16- التوبہ: ۹: ۴۲
- 17- ابن فارس، ابوالحسنین، احمد بن فارس بن زکریا، کتاب معجم مقاییس اللغة، دار الفکر، بیروت، ص: ۲۱۶۸
- 18- فراہیدی، خلیل بن احمد، کتاب العين، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۴ھ، ۳/ ۳۹۳
- 19- سورة لقمان: ۱۹: ۳۱
- 20- الذاریات ۵۱: ۵۶
- 21- فراہیدی، خلیل احمد، کتاب العين، موسسة الاعلیٰ للطبوعات، بیروت، الطبعة الاولى 1408ھ، ج: ۲، ص: ۳۲۳
- 22- الزبیدی، سید محمد مرتضیٰ، تاج العروس من جواہر القاموس، مطبعہ حکومت الکویت، ج: ۲۱، ص: ۲۵۹
- 23- ابن تیمیہ، احمد بن عبد العلیم، مجموع الفتاویٰ، سعودی عرب، ۱۹/ ۳۰۶
- 24- تھانوی، محمد علی بن علی، کتاب کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، دار صادر، بیروت، ۲/ ۵۹
- 25- آل عمران ۳: ۱۰۳
- 26- مغنیہ، علامہ جواد، التفسیر الکاشف، ۱۲۲/ ۱
- 27- آل عمران ۳: ۱۰۳
- 28- مغنیہ، علامہ محمد جواد، التفسیر الکاشف، ۱۲۳-۱۲۲/ ۱
- 29- آل عمران ۳: ۱۰۴
- 30- مغنیہ، علامہ محمد جواد، التفسیر الکاشف، ۱۲۴/ ۲
- 31- بنی اسرائیل ۸۹: ۱

³²۔ غافر: ۴۰: ۶۴

³³۔ التین: ۹۵: ۴

³⁴۔ التفسیر الکاشف، ۵/ ۶۸-۶۷

³⁵۔ المائدہ: ۵: ۳۲

³⁶۔ مغنیہ، علامہ محمد جواد، التفسیر الکاشف، ۳/ ۳۷-۳۸

³⁷النور: ۲۴: ۳۲

³⁸مغنیہ، علامہ جواد، التفسیر الکاشف، ۵/ ۱۹، بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب النکاح، باب: الترغیب فی النکاح، رقم الحدیث: ۵۰۶۳

³⁹۔ محمد: ۴: ۲۴

⁴⁰۔ ۷/ ۷۴

⁴¹۔ العنکبوت: ۲۹: ۴۳

⁴²۔ التفسیر الکاشف، ۶/ ۱۱۰

⁴³۔ الانعام: ۶: ۱۵۲

⁴⁴۔ مغنیہ، علامہ محمد جواد، التفسیر الکاشف، ۳/ ۲۸۴

⁴⁵۔ الانعام: ۶: ۱۴۰

⁴⁶۔ مغنیہ، علامہ محمد جواد، التفسیر الکاشف، ۳/ ۲۷۱